

وزارت خارجہ میں سب کچھ خراب نہیں ہے!

قاسم مقی کا تعلق فارن سروس سے ہے۔ ریٹائر ہوئے تقریباً تین چار برس ہو چکے ہیں۔ اپنی طرز کا خاموش طبع انسان۔ کئی ملکوں میں سفیر ہا اور ملازمت کی مدت ختم ہونے کے بعد شرافت سے لا ہو رآ کر رہنا شروع کر دیا۔ کم گواہ تہذیب کے دائرے میں زندگی گزارنے والا بے ضرر آدمی۔ کل میرے پاس آیا تو وزیرِ عظم کے پاکستان کے سفروں سے خطاب پر بات شروع ہو گئی۔ احساس ہوا کہ مقی اس خطاب سے کافی رنجیدہ ہے۔ دورانِ گفتگو اس نے بتایا کہ کیونکہ سفیر پر ون ملک کام کرتے ہیں اور اکثریت بہت تند ہی سے کا رسکار انعام دیتی ہے، انکے اچھے کام کو بھی بھی پذیرائی نہیں ملتی۔ مقامی میڈیا ان افسروں کے بہترین کام کو بھی کبھی بیان نہیں کرتا۔ ہاں شکاریوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ لہجہ میں تکلیف کا عنصر تھا۔ قاسم کے مطابق وزارت خارجہ میں بھی بنیادی طور پر اتنے ہی مسائل ہیں جتنے کسی دیگر سکاری مکملوں میں۔ اچھے اور کم اچھے افسران، اسی تناسب سے موجود ہیں جتنے انتظامی نوکریوں میں۔ پھر قاسم نے دلیل کے طریقہ ایسا سفارتی واقعہ سنایا جو کم از کم میرے علم میں نہیں تھا۔ پاکستان میں بھی شائد بہت کم لوگوں کو اسکا علم ہو۔

یہ پورا واقعہ میں قاسم سے اجازت کے بعد لکھ رہا ہوں۔ اسی کی زبانی بیان کر رہا ہوں۔ ”15-2014 میں الجیریا میں پاکستان کا سفیر تھا۔ الجیریا کی خانہ جنگی میں بقول انکی حکومت کے، لیبیا کا ہاتھ تھا۔ چنانچہ دونوں ممالک کے حالات حد درجہ کشیدہ تھے۔ الجیریا نے اپنی سرحدیں مکمل طور پر سلیل کر رکھی تھیں۔ لیبیا سے اس سرحد کے ذریعے آنے جانے پر قانونی پابندی تھی۔ 2015 میں لیبیا کے اندر خانہ جنگی کا دوسرا دور شروع ہو گیا۔ وہاں ہزاروں پاکستانی موجود تھے۔ قتل و غارت کے اس پُر آشوب دور میں انکا ولی وارث کوئی بھی نہیں تھا۔ لیبیا میں پاکستانی سفیر اپنی طرف سے بھرپور کوشش کر رہا تھا کہ کسی طور پر یہ لوگ محفوظ رہیں۔ مگر یہ بہت مشکل کام تھا۔ اسی اثناء میں اس نے قاسم مقی کو فون کیا کہ اگر آپ لیبیا اور الجیریا کے درمیان سرحد کھلوادیں تو پاکستانی محفوظ طریقے سے واپس آسکتے ہیں۔ یہ کام ہر طور پر ناممکن تھا۔ کیونکہ الجیریا کی حکومت کسی صورت میں لیبیا پر اعتماد کرنے کیلئے تیار نہیں تھی۔ مقی نے جواب دیا کہ سرحد بھی کھلے گی اور پاکستانی انتہائی محفوظ طریقے سے یہاں آ کر اپنے وطن روانہ ہو جائیں گے۔ جواب سنکر لیبیا میں پاکستانی سفیر جیران رہ گیا کہ اس باہمی دشمنی میں یہ کیونکر ممکن ہے۔ قاسم نے اگلے دن وزیر خارجہ سے ملنے کا وقت مانگا جو اسی وقت دیدیا گیا۔ مقی نے جب یہ کہا کہ لیبیا سے چند مقامات پر سرحد کھول دیں تاکہ پاکستانی شہری خبریت سے یہاں آ سکیں تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ یہ بالکل ایسے ہی تھا جیسے ہمارا ملک، انڈیا کے ساتھ اپنی سرحدیں کھول دے۔ ہر ملک کے اپنے اپنے قومی مفادات ہوتے ہیں اور ان پر سمجھوتا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ خیر پاکستانیوں کیلئے یہ سرحد کھولنے کا کام کھٹائی میں پڑ گیا۔ اسکے بعد قاسم انتہائی ٹگ دوکر کے، الجیریا کے صدر کے پاس گیا۔ اسے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر سرحد کھولنے کی التجاکی۔ مقی کے پُر زور دلائل سنکر صدر نے وہ کام کیا جو تاریخ میں کبھی نہیں ہوا تھا۔ صدارتی فرمان کے تحت صرف اور صرف پاکستانی شہریوں کیلئے دو مقامات پر لیبیا اور الجیریا کی باہمی سرحد کھول دی گئی۔ اسکے نتیجہ میں، ان گنت پاکستانی، انتہائی محفوظ طریقے سے جان بچا کر الجیریا آئے اور پھر وہاں سے اپنے وطن واپس آ گئے۔“

قاسم متقی کا یہ ہمت والا سفارتی کارنامہ کم از کم خاکسار نے میڈیا میں نہیں دیکھا۔ اگلی بات اور بھی تکلیف دہ ہے۔ متقی کیونکہ ایک آزاد منش افسر تھا۔ مشکل فیصلے کرنے میں جیل و جنت نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ وزارت خارجہ نے شاباش دینے کی بجائے، اسے بھرپور سزا دی۔ اسکی ترقی کو روک لیا گیا۔ جب پاکستان آکر اس وقت کے سیکرٹری خارجہ سے ملا اور اسے بتایا کہ دیکھیے میں الجیریا میں پاکستان کی خدمت کرتا رہا ہوں۔ تو سیکرٹری خارجہ کا جواب حد درجہ عجیب تھا۔ یہ تو ہمیں کسی نے بھی نہیں بتایا کہ آپ نے اتنا بڑا انسانی کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ قاسم متقی جواب سنکر خاموشی سے واپس آگیا۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ آگے صرف اور صرف بندرووازہ ہے۔ جو محنت کی بجائے کسی اور کنجی سے کھلتا ہے۔

ایک سابق سفیر جواب خاموشی سے ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا کہہ سکتا ہے۔ گزارش کرتا چلوں۔ سروس کے دوران مختلف سطح پر پاکستان کے بے شمار سفیروں اور فارن سروس کے افسروں سے رابطہ ہوئے۔ اکٹھے مل بیٹھ کر سنبھیڈہ میٹنگز میں بھی شرکت کی ہے، باہم کھانے بھی کھائے ہیں۔ تجربہ کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ وزارت خارجہ کے افسران کو حد درجہ شاہستہ اور باتیز پایا ہے۔ وہ انہتائی مشکل حالات میں پاکستان کے مفادات کی حفاظت کرتے ہیں۔ بہت کم مالی وسائل میں رہ کر، اپنے ملک کی بیرون ممالک میں ساکھ بہتر بناتے ہیں۔ وہ ملک جو دہشت گردی کے حوالے کے علاوہ کوئی اور شناخت کم ہی رکھتا ہے، اسے اچھے طور پر غیر ممالک میں پیش کرنا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ حد درجہ مشکل کام ہے۔ بہت زیادہ سفیروں کو جانتا ہوں، جنکے بہترین کام کو ہمارے ملک میں وہ پذیرائی نہیں ملی، جوان کا حق تھا۔ مگر یہاں یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ ہر سرکاری محکمہ کی طرح، ہمارے سفارت خانوں میں بھی ہر طرح کی علیین موجود ہیں۔ بیرون ملک تارکین وطن کی عزت نہ کرنا، بروقت انکے کام نہ کرنا۔ انہیں تحفظ نہ دینا، غیراہم سمجھنا، یہ تمام مسائل بہر حال موجود ہیں۔ اسی طرح پیسے کے لین دین کی شکایتیں بھی سامنے آتی ہیں۔ مگر یہ خرابیاں تو تمام سرکاری محکموں میں بد رجہ اتم موجود ہیں۔ سفارت خانے بھی دو دھن کے دھلے ہوئے نہیں ہیں۔ مگر ثابت کام کو پس پشت ڈال کر انکی قومی سطح پر تفصیل کرنا حد درجہ نا عاقبت اندیش والا رویہ ہے۔

وزیر اعظم کے حالیہ خطاب کو خاکسار نے غور سے سنا ہے۔ انہوں نے درست طور پر کوئی کوتا ہیوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ کسی بھی وزیر اعظم کا قانونی استحقاق ہے کہ سرکاری ملازمین کی سرزنش کرے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا، میڈیا پر یہ سر عالم کرنا داشمندی تھی۔ یہ تمام تلخ باتیں حسب روایت، سفیروں کی کانفرنس بلا کر بھی کی جاسکتی تھیں۔ تمام ملکی سفیروں کی اسلام آباد میں کانفرنس ایک مستند سفارتی عمل ہے جو تو اتر سے ہوتا آیا ہے۔ وزیر اعظم تمام کڑوی باتیں اس کانفرنس میں بڑے سلیقے سے کہہ سکتے تھے۔ انکا یہ آئینی حق ہے کہ وہ کسی بھی سفیر کو عوامی شکایت پر دلن و اپس بلا سکتے ہیں۔ کسی کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مگر بند کمرے میں ڈانٹ ڈپٹ اور چیز ہے۔ اسکے برعکس میڈیا پر خطاب کر کے ناقص کار کر دگی پر خفگی بالکل مختلف بات ہے۔ معلوم نہیں، کس بزر جمہر نے وزیر اعظم کو اس عوامی خطاب کی صلاح دی تھی۔ وہ عمران خان کا دوست ہے یادشمن۔ اسکے متعلق بھی بات کرنی کافی مشکل ہے۔ مگر نتیجہ یہ لکلا ہے کہ پاکستانی وزارت خارجہ اور اسکے افسران بہت دل شکنی کی حالت میں ہیں۔ انہیں ایک دم احساس ہوا ہے کہ ملک کا وزیر اعظم انکے مسائل کا ادراک بہت کم رکھتا ہے۔ یہ

تکلیف دہ بات، وزارت خارجہ کے کئی افسران نے طالب علم سے شیئر کی ہیں۔ بہر حال وزیر اعظم کو درست کام بھی ادنیٰ طریقے سے کرنے پر حد درجہ مہارت حاصل ہو چکی ہے۔ ہر قلیل مدت کے بعد، محترم عمران خان کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور فرماتے ہیں جس سے جگ ہنسائی ہوتی ہے اور انکے چاہنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

ایک اور نکتہ یہاں بیان کرنا ضروری ہے۔ وزیر اعظم نے ہندوستانی سفیروں کی اس خطاب میں تعریف کی۔ یہ بھی کہا کہ وہ اپنے ملک کیلئے سرمایہ کاری لیکر آتے ہیں۔ اس بات سے ہندوستان میں شادیاں بجائے جاری ہے ہیں۔ انکے اخبارات میں ہمارے وزیر اعظم کا تعریفی بیان، شاہ سرخیوں میں شائع کیا گیا ہے۔ توازن سے عرض کروز نگا کہ ہندوستان کے سفیروں کی تعریف مکمل طور پر بے جا اور موقع محل کے بغیر تھی۔ کیا کوئی باخبر انسان بتانے کی جرات کریگا کہ ہندوستان کے سفارت خانوں کا سالانہ بجٹ کیا ہے۔ آپ سنگھیران ہو جائیں گے کہ پاکستانی سفارت خانوں سے پانچ سو یا ہزار گناہ زیادہ ہے۔ اگر ہمارے سفارت خانہ سرکاری طور پر ایک کروڑ خرچ کی استطاعت رکھتا ہے تو ہندوستانی سفارت خانہ سو کروڑ تک خرچ کر سکتا ہے۔ یہ فرق کارکردگی کی بنیاد پر ہے۔ انتہائی قلیل وسائل میں ہمارے سفارت خانے انتہائی سنجیدہ کام کر رہے ہیں۔ ذاتی طور پر وزیر اعظم کے اس تقابلی جائزے سے اختلاف ہے۔ پاکستانی وزارت خارجہ کے افسران، ہمارے سفیر، ہندوستانی سفیروں کے برابر نہیں، ان سے حد درجہ بہتر ہیں۔ کوئی کتابی بات نہیں کر رہا۔ متعدد کانفرنسوں میں اپنے اور بھارتی مندوں میں کی تقابلی تقاریر اور باتیں سن چکا ہوں۔ دعوے سے عرض کروز نگا کہ ہمارے سفارت کاران سے بہت بہتر ہیں۔ خان صاحب کو اپنے ادا کردہ جملوں پر دوبارہ غور کرنا چاہیے۔

عرض کروز نگا کہ یہ نہیں کہہ رہا کہ ہماری وزارت خارجہ اور سفارت خانوں میں سب کچھ درست ہے۔ ہرگز نہیں۔ بالکل نہیں۔ ان تمام میں وہ خوفناک مسائل موجود ہیں جو دیگر سرکاری مکملوں میں ہیں۔ دانائی کا تقاضہ یہ ہے کہ تہذیب کے دائرے میں رہ کر اپنی وزارت خارجہ کی تطہیر کی جائے۔ جہاں سے شکایت آئے، باقاعدہ انصاف کے تقاضے پورے کر کے انکو اڑی کی جائے۔ بے لگ سزا دی جائے۔ مگر سفارت خانوں کاٹھٹہ نہ اڑایا جائے۔ عوامی سطح پر انکی تفحیک نہ کی جائے۔ دشمن ملک کے افسران کو ان سے بہتر نہ گردانا جائے۔ بند کمروں میں ہر طرح کی باز پرش کی جائے۔ مگر سفارت کاروں کو بازار میں اس طرح رسوانہ کیا جائے۔ یہ بھی درست ہے کہ وزارت خارجہ کئی بار اپنے افسروں سے بھی انصاف نہیں کر سکتی۔ وہاں بھی ذاتی پسند اور ناپسند کا معاملہ ہے۔ قاسم مقنی اور اس جیسے ان گنت افسر، بہترین کام کرنے کے باوجود نشانہ، ستم بنتے رہتے ہیں۔ ہر محکمہ کی طرح، وزارت خارجہ کی بھی ان افسران کی قدر ہے، جو تھوڑا اس اچھا کام کر کے، دونوں ہاتھوں سے اپنی تعریف کا ڈھول بجا تے ہیں۔ ویسے تو سارے ملک میں ہر سرکاری مکملہ میں یہی حال ہے۔ حقیقت میں اب تو اکثر سرکاری افسران کام کرنے کی بجائے صرف تعریفی ڈھول بجا رہے ہیں۔ مختن افسران تو کب سے سرچھپائے، عزت بچا کر کوڑا بند کیے بیٹھے ہیں!

